بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجازت تم کو دیتی ہوں

زمانے بھر میں ہوتا ہے تمہارے عشق کا چرچا
کہ تُو جس سمت بھی جائے فسانے ساتھ چلتے ہیں

اجازت تم کو دیتی ہوں

فرح ملک

سُخن سرائے پبلی کیشنز۔ ملتان
sukhan.saraye@gmail.com
0301-7434323,0333-6151765

جملہ حقوق محفوظ ہیں:
اس کتاب کا کوئی حصہ بھی پبلشر/ شاعرہ کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع یا براڈ کاسٹ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال پیش آئی تو پبلشر/ مصنف کو قانونی کارروائی کا حق حاصل ہوگا۔

کتاب	-	**اجازت تم کو دیتی ہوں**
شاعرہ	-	فرح ملک
اشاعت اوّل	-	اکتوبر 2021ء
سرورق	-	ارشد عباس ذکی
کمپوزنگ	-	حسن کمپوزنگ، گلگشت ملتان
تعداد	-	500
قیمت	-	500 روپے/ بیرونِ ملک 5 پونڈ
پرنٹر	-	جویریا پرنٹنگ پریس، ملتان

ISBN: 978-969-9439-00-1

سُخن سرائے پبلی کیشنز۔ ملتان
sukhan.saraye@gmail.com
0301-7434323,0333-6151765

انتساب!

اپنے جیون ساتھی افتخار اشرف ملک

اور

اپنے گھر کی رونق

حسن افتخار، حمزہ افتخار، مریم حسن، فائزہ ملک

علی حسن، عرصم حمزہ

اور

سالار حسن کے نام

وہ مسافت تھی کہ چلتے ہی چلے جانا تھا
دھوپ میں آپ کا سایا تو بہت یاد آیا

فہرست

آراء

سچے جذبوں کی شاعری	شہظل خان	11
منفرد اسلوب کی شاعرہ۔فرح ملک	امتیاز علی گوہر	12
احساسات میں گندھی شاعری	سدرہ پروین	13
فرح ملک کی شاعری	ارشد عباس ذکی	16
پیش لفظ	فرح ملک	17

غزلیں:

قسم کھانے سے پہلے سوچ لینا بھی عبادت ہے	19
ہزار شکوے مری زباں پہ، لبوں پہ آہیں شروع ہوئی ہیں	21
خیال شر کا تم اپنے دل سے نکال پاؤ تمہیں میں مانوں	22
دعائے خیر دے زاہد وہ کاسہ لے کے آئی ہے	23
شب کو جو دل کے اندھیروں میں ضیا کرتے ہیں	24
اس عشق کی وادی کے قانون نرالے ہیں	25
ہوائیں سُر لگاتی ہیں پرندے ساتھ چلتے ہیں	26
لگائیں گے نہ تیرے ضبط کی قیمت مرے سایاں	27
تم تسلّی کے لیے دو پل جو آسکتے کبھی	28
گزری ہے مگر میں نے بھلا خاک گزاری	29
اس زمیں پر عذاب کیسا ہے	31
یوں تو عاشق ہزار ملتے ہیں	33
نینوں کی عنایت تھی، ہم دل کو لگا بیٹھے	34
رخ سے پردہ ہٹانا ناممکن	35

دل کے زخم چھپا کر سارے درد مٹائے، ہم نے	37
غم سے رشتہ جوڑ دیا ہے	38
کوئی آ کے ایسی صدا کر گیا تھا	39
ہو گیا کوئی پرایا تو بہت یاد آیا	41
دل کے آنگن میں تمہیں جب سے بسا رکھا تھا	43
جب غیر کی چاہت میں گرفتار ہوئے وہ	45
خوابوں کی تعبیر نہیں ہے	46
دلربا ہر وقت مجھ سے روٹھنا اچھا نہیں	47
نہ ہی زر ملا نہ زمیں ملی، نہ مکاں ملا نہ زماں ملا	49
آج اس راہ کے ہم راہ نما دیکھتے ہیں	51
میں لفظوں سے سچ کی ندا لکھ رہی ہوں	52
جو پڑھ لیں چار حرفوں کو محبت پھوٹ جاتی ہے	53
اگر یہ محفلِ دنیا خیال ہے صاحب	54
بات بس ذرا سی ہے	55
تیری باتیں کمال ہوتی ہیں	56
دل کو خیالِ یار سے بہلا کے رو پڑے	57
ہمراہِ یار دیکھا فلک پر ہلالِ عید	59
آؤ ذرا کہ خواب کی تعبیر دیکھ لیں	60
لفظوں کو اب ملانا سیکھ لیا	61
دیکھا اسے جو بام پہ تو پیار ہو گیا	63
جنت کا سامان کیا ہے	64
اُس نقشِ دلربا کو مٹایا نہیں گیا	65
ہجر کی آگ جب بھی جلتی ہے	67
عشق میں اس قدر ستایا گیا	69

تمام عمر کٹی تجھ سے ہی نبھاتے ہوئے 71
تم چاہو تو پیار سے دل بہلا سکتے ہو 72

نظمیں:

اجازت تم کو دیتی ہوں 73
اُمید 75
وہ دل میں آبسا تھا 77
چاند کی بڑھیا 79
میں نے پوچھا 81
وہ عجیب تھا 83
وہ پیاری سی لڑکی 85
تجدیدِ تعلق 87
دھوکہ 90
مجھے تم سے محبت ہے 91
انوکھا لمحہ 94
یادیں 97
آس 99
کہا اُس نے 101
گزارش 104
جدائی 105
خواب 107
مشورہ 109
'کرونا' اور عید 113
وعدہ 115

خواہش 117
اے نامہ بر 120
لفظ 123
محبت 125

پنجابی شاعری:

سدراں دے میں دانڑے رولے 128
سب توں سوہنی ماں ہے لوکو 129
ناں تینڈے دی تسبیح رولاں 131
منہ دے مٹھے من دے کڑوے 133
جوگن 135
یقین دہانی 138
لہندے نوں کل آیا سی توں 139
لال گلابی جوڑا پا کے ٹُر گئی ایں سسرال 141
اُڈیک 143
من دا پنچھی وچ خیالاں مار اُڈاری جاندا 146
دعا 147
تقدیر 150
ٹپے 151

☆☆☆☆☆

سچے جذبوں کی شاعری

شاعری میں صنفِ نازک کی تخلیقات کو ہمیشہ سراہا گیا ہے۔شاعرات نے ہمیشہ صنفِ نازک کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کی ہے جن میں ایک نام فرح ملک کا بھی ہے۔

''اجازت تم کو دیتی ہوں'' فرح ملک کے تازہ شعری مجموعے کا نام ہے۔اس میں اردو غزلیں، نظمیں اور پنجابی شاعری بھی شامل ہے۔ پنجابی زبان پر مجھے اس قدر عبور حاصل نہیں ہے کہ کچھ کہہ سکوں مگر جتنی مجھے سمجھ آئی بلا شبہ خوبصورت شاعری ہے۔اردو شاعر ہونے کے ناطے اس مجموعہ میں شامل اردو غزلوں اور نظموں پر ضرور بات کرنا چاہوں گا۔

جیسا کہ اس کتاب کے نام ''اجازت تم کو دیتی ہوں'' سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ محبت حاصل کرنے کا نام ہے اور نہ ہی جبر کا۔فرح ملک کی شاعری سچائی کے آنگن میں کھلے وہ پھول ہیں جن سے سچے اور کھرے رشتوں کی خوشبو آتی ہے۔ان کی شاعری میں عشقِ حقیقی کی طرف واضح اشارے ملتے ہیں اور وہ تصوراتی محبت اور رشتوں کی قائل ہرگز نہیں ہیں۔کتاب کا نام،ان کی نظم کا عنوان ہے جو انہوں نے کینسر جیسے موذی مرض کے دوران اپنے شریکِ حیات کے لیے کہی۔ان کی غزلوں اور نظموں میں محبوب کا تصور بہت منفرد اور پاکیزہ ہے۔عہد و پیماں کو نبھانے اور محبت میں محبوب کی خطاؤں کو دل سے معاف کرنا وہ محبت کا جزو قرار دیتی ہیں۔ان کی شاعری میں صنفِ نازک کے حوالے سے محبت، وفاداری، خلوص اور ایثار کا پیغام ہے۔وہ اپنے اشعار میں واضح طور پر کہتی نظر آتی ہیں کہ عورت محبت اور وفاداری میں اپنی مثال آپ ہے۔

ان دعائیہ کلمات کے ساتھ کہ رب العزت ان کو تا دیر سلامت رکھے اور صحت عطا کرے تا کہ وہ اسی طرح ادب سے محبت نبھاتی رہیں۔(آمین)

شہظل خان

دائرہ دین پناہ (پاکستان)

منفرد اسلوب کی شاعرہ۔فرح ملک

شاعری جذبوں کا اظہار یہ ہے جو ہر کسی کے بس میں نہیں ہے۔یہ اظہار و بیان صرف ان تخلیق کاروں کا وصف ہے جو حساس اور دردمند دل رکھتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں فرح ملک ایک ایسی شاعرہ ہیں جن کے ہاں جذبوں کی فروانی اور احساس کی تابانی اپنی تمام تر سچائیوں کے ساتھ نظر آتی ہے۔فرح ملک اپنی شاعری میں ہماری معاشرتی زندگی کے تمام معاملات اور رنگوں کو موثر پیرائے میں قلم بند کر رہی ہیں۔ان کا شعری اسلوب سادہ اور دلکش ہے۔فرح ملک نے الفاظ کے چناؤ میں بھی انفرادیت کا ثبوت دیا ہے۔وہ اپنے اردگرد کے مسائل کے بیان کے علاوہ اپنی اندرونی کیفیات کو بھی منفرد پیرائے میں بیان کرتی ہیں۔

فرح ملک اپنے ادبی سفر میں اپنی پہلی کتاب پاکستان کے حوالے سے لکھ کر اپنا نام پہلے ہی بنا چکی ہیں۔اب ان کا یہ شعری مجموعہ ان کے ادبی سفر کے ارتقاء کا گواہ ہے۔فرح ملک نے اگر اسی طرح ادبی سفر جاری رکھا تو یقیناً انفرادی پہچان ان کی کامیابی ہوگی اور وہ ادبی منظر نامے کا تابندہ ستارہ ثابت ہوں گی۔

امتیاز علی گوہر

گلاسکو (سکاٹ لینڈ)

احساسات میں گُندھی شاعری

شاعر معاشرہ کا حساس فرد ہوتا ہے۔ وہ معاشرے کے ان پہلوؤں کو بھی اپنی شاعری میں بیان کرتا ہے جن کو عام لوگ نظرانداز کر دیتے ہیں۔ شعراء کے ساتھ ساتھ شاعرات نے بھی نسوانی طبقے کے جذبات کی عکاسی اپنی شاعری میں بڑی عمدگی سے کی ہے۔ شاعرات کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اصنافِ شعر غزل و نظم میں اپنی شناخت بنائی اور اپنے محسوسات کو شعری پیکر میں ڈھالا۔ ادا جعفری، کشور ناہید، فہمیدہ ریاض، پروین شاکر اور عہدِ حاضر میں نوشی گیلانی کے علاوہ شاعرات کی ایک طویل فہرست ہے جو صنفِ نازک کے جذبات کو اپنی شاعری میں بڑے خوبصورت انداز میں بیان کر رہی ہیں۔ شاعرات کی اس طویل فہرست میں ایک نام فرح ملک کا بھی ہے جن کا شعری مجموعہ ''اجازت تم کو دیتی ہوں'' میرے پیشِ نظر ہے۔

فرح ملک نے اپنی شاعری میں نہ صرف محبت جیسے روایتی موضوع کو منفرد انداز میں پیش کیا ہے بلکہ انہوں نے معاشرے کے تلخ اور سنگین پہلوؤں کی طرف بھی قاری کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ فرح ملک حساس اور دردمند دل کی مالک ہیں۔ حساسیت کے حامل لوگ معاشرے میں ہونے والی تبدیلیوں کو اور لوگوں کے بدلتے روّیوں کو عام لوگوں کی نسبت زیادہ شدت سے محسوس کرتے ہیں اور پھر انہیں اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہیں۔ فرح ملک نے بھی ان احساسات و جذبات کے اظہار کے لیے غزل اور نظم کی صنف کو ذریعہ بنایا ہے۔ انہوں نے اپنی نظموں اور غزلوں کے ذریعے معاشرے کی تلخ حقیقتوں سے پردہ اُٹھانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

اگرچہ فرح ملک پردیس میں مقیم ہیں لیکن ان کے دل میں پاکستان سے محبت کا جذبہ ہر دم فراواں رہتا ہے۔ وہ پاکستان میں ہونے والے انسانیت سوز واقعات کے خلاف اپنا ردِعمل ظاہر کرتی ہیں۔ وہ معصوم بچوں کے ساتھ ہونے والی جنسی زیادتیوں پر خاموش نہیں رہتیں بلکہ اس

کے خلاف احتجاج کرتی نظر آتی ہیں جس کی مثال ان کے اس شعر سے دی جا سکتی ہے۔

؎ کئی زینب، کئی عینی لُٹی ہیں پاک نگری میں
ہوا معصوم بچوں کا تُو بوسہ لے آئی ہے

شاعری میں زندگی کے ہر پہلو کو موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ فرح ملک نے بھی مختلف سماجی اور معاشرتی مسائل کو اپنی شاعری کا موضوع بنا کر اس میں وسعت پیدا کر دی ہے۔ انہوں نے عہدِ حاضر میں پھوٹنے والی عالمی وبا 'کرونا' کے باعث پیدا ہونے والے مسائل اور مشکلات کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ کرونا نے جہاں انسان کو معاشی بدحالی کا شکار کیا ہے وہاں اسے اپنوں سے بھی بہت دور کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے لیے روزِ عید خوشی اور مسرت کا دن ہوتا ہے۔ اس روز ایک دوسرے سے گلے ملنا اور مبارکباد دینا ایک روایت کا درجہ رکھتا ہے لیکن اس وبا کی بدولت انسان مجبور ہے کہ نہ تو وہ اپنے پیاروں کو گلے لگا سکتا ہے اور نہ ہی ہاتھ ملا سکتا ہے۔ اس کیفیت کو فرح ملک نے بڑے پُراثر انداز میں اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔

ہر ایک گھر میں قید ہے
ہر ایک ہے ڈرا ہوا
ہے فکر میں گھرا ہوا
نہ بچے باپ سے ملیں
نہ مامتا کا پیار لیں

فرح ملک کا شعری اسلوب سادہ اور دلکش ہے۔ انہوں نے موضوعات کو فنی مہارت سے اس طرح پیش کیا ہے کہ محسوس ہوتا ہے وہ روزمرہ گفتگو کر رہی ہیں۔ ثقیل الفاظ اور مشکل تراکیب سے اجتناب کرتے ہوئے انہوں نے سہل اور عام فہم الفاظ میں اپنا مدعا بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو انہیں ایک انفرادیت عطا کرتا ہے۔ جذبات کی فراوانی ان کی شاعری کا خاصا ہے۔ فرح ملک کی شاعری میں عورت بلند مقام کی حامل نظر آتی ہے۔ وہ ماں کی ممتا کو اپنی شاعری کا حصہ بناتی ہیں۔

ان کے نزدیک عورت وفا، محبت اور خلوص کی پیکر ہے۔ انہوں نے اپنی غزلوں اور نظموں میں محبت اور محبوب کے روایتی تصور سے ہٹ کر ایک الگ انداز سے پیش کیا ہے۔ محبت میں وہ محبوب کی خطاؤں کو معاف کرنے کی قائل ہیں اور محبوب کی خوشی میں اپنی خوشی محسوس کرتی ہیں۔

فرح ملک نے پنجابی زبان کو بھی اپنے شعری اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ انہوں نے اپنی پنجابی شاعری میں عشق و محبت، ہجر و وصال اور اپنی دھرتی اور مٹی سے جڑے لوگوں کے جذبات و احساسات کا اظہار بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔ ان کی پنجابی شاعری دیہی زندگی کی مکمل تصویر کشی ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے اس مجموعے میں اردو قارئین کے ساتھ ساتھ پنجابی شعری ذوق رکھنے والے قاری کو بھی مایوس نہیں کیا۔

فرح ملک کا شعری مجموعہ ''اجازت تم کو دیتی ہوں'' اپنے عنوان کی طرح منفرد ہے۔ امید ہے کہ وہ اسی طرح خوبصورت شعر کہتی رہیں گی اور ان کا شعری سفر یونہی جاری رہے گا۔

سدرہ پروین

ملتان (پاکستان)

فرح ملک کی شاعری

شاعر اپنے سماج اور ماحول کا حصہ ہوتا ہے اور وہ کسی صورت بھی اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ اس کی حساسیت اسے اُکساتی ہے کہ وہ ان سماجی مسائل کو اپنی شاعری کا حصہ بنائے جو کسی بھی معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس مادیت پرست عہد میں سانس لینے والا انسان پیار، محبت، وفا اور خلوص جیسے سچے جذبوں سے تہی ہوتا جا رہا ہے یہی سبب ہے کہ اس عہد کی شاعری میں محبت اور عشق کے موضوعات روایتی انداز سے یکسر مختلف نظر آتے ہیں۔ لیکن 'ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں' کے مصداق 'کچھ' لوگ اس عہد میں بھی ایسے موجود ہیں جن کے نزدیک انسان کی سب سے بڑی دولت اپنے پیاروں کی محبت اور جذبوں کی سچائی ہے، ان میں فرح ملک بھی ایک ہیں جنہیں ان پُرخلوص رشتوں کا ساتھ میسر آیا اور انہوں نے نہ صرف ان کو اپنی زندگی کا سرمایہ قرار دیا بلکہ اپنی شاعری کا بھی حصہ بنایا۔

''اجازت تم کو دیتی ہوں'' فرح ملک کی دوسری شعری کاوش ہے جس میں انہوں نے نہایت سادہ اور پُراثر انداز میں اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے اس شعری مجموعے میں شامل غزلیں، نظمیں اور پنجابی شاعری اس عہد کے انسان کے احساسات و جذبات کی ترجماں ہے۔ انہوں نے نہ صرف محبت جیسے خوبصورت جذبے کو شعری پیکر عطا کیا بلکہ مختلف سماجی اور معاشرتی المیوں کو بھی بڑی دلدوزی کے ساتھ بیان کیا ہے جو ان کی فکری بصیرت کی وسعت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان کی شاعری عہدِ حاضر کی مکمل ترجمانی کرتی ہے۔ فرح ملک کے لیے صحت و سلامتی کی ڈھیروں دعائیں اور اس مجموعے کی اشاعت پر مبارک باد۔

ارشد عباس ذکی

ملتان (پاکستان)

پیش لفظ

کامیابی کسی بھی انسان کا انفرادی عمل نہیں ہوتا بلکہ آپ کے گھر والے، ماں، باپ، بہن، بھائی، شوہر، بچے اور قریبی مخلص ساتھی اپنی تمام تر محبتوں، چاہتوں، نوازشوں اور دعاؤں کے خوشبودار پھولوں کے ساتھ کسی نہ کسی طرح ہماری مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ کہیں حوصلہ بڑھا کر، کہیں اپنی شیریں گفتاری سے انسان کو کامیابیوں کی طرف بڑھنے کی ہمت دے رہے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی عزیز رشتے میرے عمدہ ساتھی بن کر ہمیشہ سائے کی طرح میرے ساتھ رہتے ہیں۔

اگرچہ میرے ماں باپ تو اس دنیا میں موجود نہیں لیکن وہ بہت اچھی جگہ پر رہ کر بھی میرے ساتھ ہیں۔ اس دنیا میں میری زیست کا اثاثہ میرے بچے حسن افتخار اور حمزہ افتخار ہیں لیکن میری کامیابیوں میں میرے جیون ساتھی افتخار اشرف ملک کا بہت ہاتھ ہے۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا ہے۔ اگرچہ انہیں شاعری سے کوئی خاص رغبت نہیں ہے لیکن پھر بھی میری ہر کاوش کو بڑے تحمل کے ساتھ سنا اور مفید مشورے بھی دیے۔ کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے کے دل کے بہت قریب ہیں، اس لیے اجازت دی کہ اپنے پیارے اور دل کے قریب رشتوں کو کبھی بھی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہیے اور نہ ہی انہیں کسی اَن دیکھی ڈور میں باندھ رکھنا چاہیے۔

ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے اسے اپنے مقررہ وقت پر اپنی آخری منزل کی طرف لوٹنا ہوتا ہے۔ ایسے میں اگر آپ اپنے پیار کو خلوص اور دل سے آزاد کر دیں تو آپ کی منزل کے ساتھ ساتھ اس کا بھی بقیہ وقت بہت اچھا اور آسانی سے گزر جاتا ہے۔

میں اپنے مخلص ساتھیوں شہزاد شہظل خان، امتیاز علی گوہر، سدرہ پروین اور ارشد عباس ذکی کی مشکور ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر مسودہ پڑھا اور اپنی قیمتی آراء کا اظہار کیا۔

شاعری اپنے جذبات کو بیان کرنے کا بہترین ذریعہ ہے جس میں آپ کسی اصلاح فلاح، خوبیاں خامیاں، گلے شکوے اور حالات حاضرہ کے موضوعات کو پُر اثر انداز میں پیش کر سکتے ہیں۔ زندگی کے خوبصورت پہلو اردگرد کے ماحول، محبت اور حالات کی وجہ سے آپ کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے بھی اپنی زندگی میں لوگوں کے مختلف رویوں کو دیکھا محسوس کیا۔ پتہ چلا کہ انسان کے کتنے مختلف روپ ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ہر شخص نے اپنے چہرے پر ایک نقاب پہن رکھا ہے۔ کسی شخص کو آزمانا ہو تو اسے تھوڑا سا اختیار دے کر دیکھیں۔ پھر آپ کو علم ہوگا کہ وہ کیسے کیسے روپ بدلتا ہے۔

میری یہ کتاب دل کے لطیف جذبوں، ہجر و وصال، محبت، عشق، اردگرد کے حالات کی عکاس ہے۔ مجھے کسی صاحب نے کہا کہ فرح شاعری تو دل لگی ہوتی ہے۔ مجھے تو آپ کی کتاب ''یادوں کا سفر پاکستان'' بہت پسند ہے جسے میں نے دلجمعی سے پڑھا اور ابھی بھی کھول کے چند صفحات پڑھ لیتا ہوں اور ساتھ ہی مشورہ بھی دیا کہ اگر آپ اس ضخیم کتاب کو چار کتابوں میں تقسیم کر لیتیں تو چھ کتابوں کی مصنفہ ہوتیں۔ ان کی رائے سر آنکھوں پر لیکن شاعری بھی انسان کے اندرونی جذبات، حالات، سانحات و واقعات کے ساتھ لطیف جذبوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔

میری پہلی کتاب ''یادوں کا سفر پاکستان'' نثری کاوش ہے جو 1300 صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری شاعری کی کتاب ''اک لمبی جدائی'' کے نام سے ہے اور اب تیسری کتاب ''اجازت تم کو دیتی ہوں'' آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ امید ہے آپ کو پسند آئے گی۔

دعاؤں کی طلبگار

فرح ملک
Mobile: +447947805277
Email. malikfarrah@ymail.com

قسم کھانے سے پہلے سوچ لینا بھی عبادت ہے
معافی کی طلب میں توبہ کرنا بھی صداقت ہے

یہ استغفار ہی تو سر بلندی کا وظیفہ ہے
رضائے عرب میں خود کو زیر کرنا بھی سعادت ہے

کوئی لب مسکرا دے اُس کی اِس شیریں دہانی پر
کسی کی پرسشِ احوال کرنا بھی عبادت ہے

قبول ہو جائیں دل کی خواہشیں ہے یہ دعا میری
دکھی دل کی دعا مقبول ہونا اک حقیقت ہے

یہ دفتر نیکیوں کا بات کرنا خوش مزاجی سے
کسی ناخوش کو خوش کرنا بھی سامانِ مسرت ہے

تمنّا ہو اگر دل کی تو ہے ہر گام پر نیکی
اگر ہو سوچ پاکیزہ تو نیکی بھی بکثرت ہے

فقط دل کی صفائی اور نظر پر ہو حیا غالب
یقیں کر ایسے میں ہم پر فدا آئینِ فطرت ہے

سفر یہ زندگانی کا بہت ظالم کٹھن تو ہے
پڑھوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ جس کا پڑھنا بھی شفاعت ہے

نہ ہو مایوس اسے ساتھی کہ سب رب کی رضا سے ہے
بنو مانندِ دریا جس کا مُڑنا بھی کرامت ہے

فرّح دل سے دعا کر، رکھ نظر خالق کی رحمت پر
کہ مایوسی قیامت سے بھی پہلے اک قیامت ہے

ہزار شکوے مری زباں پہ، لبوں پہ آہیں شروع ہوئی ہیں
کہاں چلے ہو جناب ٹھہرو، ابھی تو باتیں شروع ہوئی ہیں

ہے دوستی تو حساب کیسا کہ گِن رہے ہو تم اُنگلیوں پر
ابھی سے گھبرا گئے ہو صاحب ابھی تو گھاتیں شروع ہوئی ہیں

نگاہ و دل کا حسابِ اُلفت ابھی تو پورا ہوا نہیں ہے
تڑپ رہے ہو ابھی سے اتنا ابھی ادائیں شروع ہوئی ہیں

کھڑے کھڑے یوں جواب لینا کسی طرح بھی روا نہیں ہے
یہ بزمِ دل ہے سنبھل کے بیٹھو ابھی خطائیں شروع ہوئی ہیں

محبتوں کا حساب ہو گا جفاؤں کا احتساب ہو گا
ابھی سے رونے لگے ہو تم تو ابھی سزائیں شروع ہوئی ہیں

خیال شر کا تم اپنے دل سے نکال پاؤ تمہیں میں مانوں
جواں رُتوں کی سجیلی باتیں جو لب پہ لاؤ تمہیں میں مانوں

انوکھی باتوں کا رَس جو گھولا سحر سا طاری ہوا ہے دل پر
رُخِ حسیں سے نقابِ چہرہ اگر ہٹاؤ تمہیں میں مانوں

نفیس لہجہ، شریر زُلفیں، نگاہیں قاتل، ادا نرالی
جو کر کے جادو دِلوں سے نفرت اگر مٹاؤ تمہیں میں مانوں

غریب کیچڑ میں لتھڑا بچہ کھڑا ہے در پہ ترے جو تنہا
خوشی سے اس کو گلے سے اپنے اگر لگاؤ تمہیں میں مانوں

تمام جگ ہے سراب دھوکہ تو اس سے فرح کیوں دل لگانا
دِلوں سے ساری کدورتیں جو نکال آؤ تمہیں میں مانوں

دعائے خیر دے زاہد وہ کاسہ لے کے آئی ہے
کہ ہاتھوں میں وہ اپنے دل کا لاشہ لے کے آئی ہے

سبھی کہتے ہیں اس کے ظلم سے یہ خلق عاجز ہے
اُسی ملعون حاکم کا خلاصہ لے کے آئی ہے

کئی زینب، کئی عینی لُٹی ہیں پاک نگری میں
ہوا معصوم بچوں کا تُو بوسہ لے آئی ہے

کرم ہو اس پہ اے خالق بہت مجبور بے بس ہے
امیدوں کا ترے در پر اثاثہ لے کے آئی ہے

نصیبوں سے غریبوں کو فرحؔ انصاف ملتا ہے
اُسی غربت پہ منصف کا دلاسہ لے کے آئی ہے

شب کو جو دل کے اندھیروں میں ضیا کرتے ہیں
بند آنکھوں میں وہی خواب سجا کرتے ہیں

آؤ ان لمحوں کو ہم دل سے بھُلا دیں اپنے
رونقِ زیست میں جو حشر بپا کرتے ہیں

جو سرِ دار گئے سر کو اُٹھا کر اپنے
مر کے وہ لوگ ہی دنیا میں جیا کرتے ہیں

رِستے زخموں کو چھپانے کے لیے غیروں سے
ہم تو ہر ٹیس پہ بس شکرِ خدا کرتے ہیں

لفظ مجرم ہی نہیں ہوتے فقط جانِ فرحؔ
تلخ لہجے بھی محبت کو فنا کرتے ہیں

اس عشق کی وادی کے قانون نرالے ہیں
جو وصل کے لمحے تھے اب ہجر کے جالے ہیں

اسرار محبت کے سب کیسے سمجھتے ہم
اس دل کی ریاست کے دکھ درد نرالے ہیں

اس عشق سمندر سے کوئی تیر کے کب نکلا
ساحل پہ جو پہنچے ہیں موجوں کے اُچھالے ہیں

اب تیری محبت نے وہ آگ لگائی ہے
ہونٹوں پہ بھی چیخیں ہیں، پاؤں پہ بھی چھالے ہیں

یہ عشق کی بازی ہے، کیوں شرط لگاتے ہو
کیا ہاریں گے وہ فرؔح جو جیت کے پالے ہیں

اجازت تم کو دیتی ہوں

ہوائیں سُر لگاتی ہیں پرندے ساتھ چلتے ہیں
وہ گھر سے جب نکل آئے اُجالے ساتھ چلتے ہیں

تو اک ایسا حسیں گُل ہے جمالِ بزمِ عالم میں
فضائیں جس پہ نازاں ہیں ستارے ساتھ چلتے ہیں

تری آواز کے بھی لوگ دیوانے ہزاروں ہیں
جو تیری اک جھلک دیکھیں وہ تیرے ساتھ چلتے ہیں

زمانے بھر میں ہوتا ہے تمہارے عشق کا چرچا
کہ تُو جس سمت بھی جائے فسانے ساتھ چلتے ہیں

کوئی بھی شخص دنیا میں جو سچا پیار کرتا ہے
وہ تنہا ہو بھی جائے تو زمانے ساتھ چلتے ہیں

لگائیں گے نہ تیرے ضبط کی قیمت مرے سایاں
بھلا اپنی کہاں ہے عام سے چاہت مرے سایاں

یہ مت سمجھو محبت میں بغاوت کر نہیں سکتے
تجارت ہو نہیں سکتی کسی صورت مرے سایاں

کہیں خوش رہ نہیں سکتے ہیں ہم تجھ سے جدا ہو کر
کہ تیرے ساتھ رہنے کی جو ہے عادت مرے سایاں

مجھے پھر کیا کہ سارا شہر اپنا ہو یا بیگانہ
تمہارے بِن بھلا کس کام کی شہرت مرے سایاں

فرحؔ ہر پل کے یہ صدمے ہماری جان لے لیں گے
ذرا سی سانس لینے کی تو دے مہلت مرے سایاں

تم تسلّی کے لیے دو پل جو آ سکتے کبھی
ہم پہ جو گزری ہے وہ تم کو بتا سکتے کبھی

بھول جائیں سب غموں کو چاہتا ہے دل مگر
بے وفائی کے فسانے ہم بھُلا سکتے کبھی

رفتہ رفتہ جس طرح دل سے بھُلایا ہے تجھے
کاش تیرے خط بھی ہاتھوں سے جلا سے سکتے کبھی

ہم کہ اک مٹی کے بُت میں مدتوں سے قید ہیں
اس قفس سے جان اپنی کو چھُڑا سکتے کبھی

جانے والا تو اِدھر سے جا چکا کب کا فرحؔ
دل سے اُس کے نقشِ پا کو ہم مٹا سکتے کبھی

گزری ہے مگر میں نے بھلا خاک گزاری
بے کار گئی تیرے سِوا عمر ہماری

جینے کے شب و روز پہ اک دید جو ماری
محسوس ہوا ضائع ہوئی زندگی ساری

جب اشکِ ندامت گرے جاں گویا تھی بے جان
دل چور تھا زخموں سے بدن جان پہ بھاری

جب اس کی محبت کے طلبگار ہوئے ہم
پھر کچھ نہ نظر آیا، نظر اس کی اُتاری

کچھ چیزیں ہیں بے مول مگر دنیا میں ان کو
انمول بنانے کو دیے مول ہیں بھاری

مل جائے خدا مجھ کو یہ تھی دل کی تمنّا
یوں میں نے فرؔح رات عبادت میں گزاری

اس زمیں پر عذاب کیسا ہے
جس کو دیکھوں اُداس بیٹھا ہے

رب کا لکھا مرا مقدر ہے
تیرا ملنا ثمر دعا کا ہے

ہر کسی پر یقیں کروں کیسے
مسئلہ اعتبار ہی کا ہے

کتنے تبدیل ہو گئے ہو تم
کیا کبھی آئینہ بھی دیکھا ہے

ہر کسی کو نہ رَد کرو ایسے
کھوٹا سکّہ بھی کام آتا ہے

سانسیں اَٹکی ہوئی ہیں آنکھوں میں
منتظر دل تری صدا کا ہے

ہم فرحؔ ڈھونڈنے کہاں جائیں
اس نے جب ہاتھ خود چھڑایا ہے

یوں تو عاشق ہزار ملتے ہیں
سب سے کب دل کے تار ملتے ہیں

اپنا کوئی یہاں نہیں ملتا
لوگ بے اختیار ملتے ہیں

اس جگہ کا پتہ بتائے کوئی
دل جہاں بے قرار ملتے ہیں

پاس آنے پہ یہ کھُلا عقدہ
فاصلے بے شمار ملتے ہیں

عشق کے راستے کے راہی فرحؔ
کب یہاں بار بار ملتے ہیں

نینوں کی عنایت تھی، ہم دل کو لگا بیٹھے
اُس شمعِ فروزاں پر ہم جان لُٹا بیٹھے

خالق کا کرم بھی تھا، اُس حسنِ فراواں پر
بے تاب تھا دل ایسے ہم خود کو بھُلا بیٹھے

اُن نین پیالوں میں پائی ہے جو گہرائی
ہم ڈوب گئے اُن میں جب ہوش گنوا بیٹھے

اُس ترچھی نظر میں تھا اندازِ مسیحائی
اور اُس کی عنایت پر ہم دے کے دعا بیٹھے

جاں رکھ کے ہتھیلی پر محفل میں تری آئے
اب کر دو نظر فرحؔ ہم جاں کو جلا بیٹھے

رخ سے پردہ ہٹانا ناممکن
چاند چہرہ دکھانا ناممکن

دھڑکنوں کی زباں نہ سمجھو تم
دل کی اگنی بجھانا ناممکن

تجھ کو آنکھوں میں بھر کے دیکھا ہے
نقش دل سے مٹانا ناممکن

تُو نے یوں ہی خفا ہی رہنا ہے
میرا آ کر منانا ناممکن

یہ اندھیرا سکون دینے لگا
اب دیے کو جلانا ناممکن

دل جو ٹوٹا تو اب کسی کو فرحؔ
پھر سے اپنا بنانا ناممکن

دل کے زخم چھپا کر سارے درد مٹائے ہم نے
دل چاہت سے خالی پھر بھی ہاتھ ملائے ہم نے

جیسے بھی دن رات تھے اپنے پیار کی خاطر گزرے
جھوٹوں کی محفل میں سچے اَشک بہائے ہم نے

اُس کی یاد کے آنسو جیسے گرم لہو کے قطرے
اُلفت کی نگری میں تنہا دیپ جلائے ہم نے

زخمی آنکھ سے شب بھر برسیں فرقت کے انگارے
اس کے جھوٹے پیار کے قصے جب بھی سنائے ہم نے

پیار پریت کی نگری ہم کو راس کبھی نہ آئی
فرؔح اپنے دل کو کتنے روگ لگائے ہم نے

غم سے رشتہ جوڑ دیا ہے
پیار کا رستہ موڑ دیا ہے

میلے میں! مَیں ایک اکیلی
اس نے ہاتھ جو چھوڑ دیا ہے

اس کی ایک نظر نے میرے
جذبوں کو جھنجوڑ دیا ہے

تم نے کتنی بے رحمی سے
دل کا شیشہ توڑ دیا ہے

میں نے اپنے ہر چھالے کو
اک کانٹے سے پھوڑ دیا ہے

کوئی آ کے ایسی صدا کر گیا تھا
جو سوئے تھے ان کو جگا کر گیا تھا

اکیلا وہ اس دل سے نکلا نہیں تھا
مجھے بھی وہ مجھ سے جدا کر گیا تھا

عجب آدمی تھا وہ جاتے ہوئے بھی
زمانے پہ خود کو فدا کر گیا تھا

اَنا کے وہ شعلوں میں لپٹی نگاہیں
ہمیں جیتے جی تو فنا کر گیا تھا

شہیدِ محبت کی کیا بات ہے یہ
کہ جو فرض تھا وہ ادا کر گیا تھا

بھلا اس کا کیا ذکر کرنا جو مجھ سے
وفاؤں کے بدلے جفا کر گیا تھا

فرحؔ یاد کرتی ہے دنیا اسے بھی
کوئی کام بھی جو نیا کر گیا تھا

ہو گیا کوئی پرایا تو بہت یاد آیا
جب کہیں اس کو نہ پایا تو بہت یاد آیا

جسم کو سانس کی رسّی سے جکڑ رکھا تھا
ذرّہ ذرّہ جو اُڑایا تو بہت یاد آیا

وہ مسافت تھی کہ چلتے ہی چلے جانا تھا
دھوپ میں آپ کا سایا تو بہت یاد آیا

زخمِ پوشیدہ محبت کی نشانی اس کی
درد نینوں میں در آیا تو بہت یاد آیا

ہائے وہ شخص کبھی حوصلہ دیتا تھا مجھے
مجھ کو دنیا نے گرایا تو بہت یاد آیا

آنکھ کے اَشک کو میں دل میں چھپا لیتی تھی
روح کا زخم چھپایا تو بہت یاد آیا

جس کے رنگوں نے سجایا تھا قزحِ حسن ترا
پیار میں دکھ جو اُٹھایا تو بہت یاد آیا

دل کے آنگن میں تمہیں جب سے بسا رکھا تھا
تیرے پیکر کو ہی نینوں میں چھپا رکھا تھا

میں نے پتھر کی فصیلیں بھی بنا لیں لیکن
ایک دروازہ مگر دل میں کھلا رکھا تھا

تیرے آنے کی خبر تھی، نہ کوئی تھی امید
پھر بھی دروازے پہ اک پھول سجا رکھا تھا

تیری چوکھٹ پہ نہ آئے ، نہ کوئی دستک دی
ہم نے ہاتھوں کو دعاؤں میں اُٹھا رکھا تھا

تُو کہ چاہت کا تھا پیکر تو یہ نفرت کیسی
ایک ہالہ سا یہ گرد اپنے بنا رکھا تھا

جب مؤذن نے صدا عشقِ اذاں کر دی تھی
میں نے خود کو تو وظیفے میں پھنسا رکھا تھا

کیا کمی فرحؔ کی چاہت میں تھی اے ربِ کریم
اپنا سر میں نے تو سجدے میں جھکا رکھا تھا

جب غیر کی چاہت میں گرفتار ہوئے وہ
پھر میری نگاہوں میں گنہگار ہوئے وہ

کم ظرف ہیں جو ظلم کی کرتے ہیں حمایت
دنیا کے لیے صاحبِ دستار ہوئے وہ

حق کھا کے غریبوں کا جو تعمیر ہوئے تھے
اک روز محل سارے ہی مسمار ہوئے وہ

چاہت کے سفر میں جو مجھے چھوڑ گئے تھے
اس عمر میں اب میرے طلبگار ہوئے وہ

جو ساتھ نبھانے کے ارادے سے ملے تھے
کیا ظلم فرحؔ راہ کی دیوار ہوئے وہ

خوابوں کی تعبیر نہیں ہے
دل میں کوئی تصویر نہیں ہے

وہ ہے میرا، میں ہوں اس کی
رہ میں کوئی زنجیر نہیں ہے

دنیا جلتی ہے جلنے دو
کرنی کوئی تدبیر نہیں ہے

ظالم دنیا پیار نہ سمجھے
ملتا بِن تقدیر نہیں ہے

فرحؔ رب کی نعمت ہے یہ
پیار کوئی جاگیر نہیں ہے

دلربا ہر وقت مجھ سے روٹھنا اچھا نہیں
یہ سلیقہ، یہ طریقہ پیار کا اچھا نہیں

دیر تک خاموش رہنا اور غم سہنا بہت
یہ رویہ ان سے کہنا باخدا اچھا نہیں

بے وفا وہ کیوں ہوا ہے پوچھنا مل کر اُسے
سُن کے لوگوں کی زباں سے ماننا اچھا نہیں

تیری آنکھوں سے برستے اَشک ہیں تو کیا ہوا
یوں حقیقت سے تمہارا بھاگنا اچھا نہیں

زندگی ہے چار دن کی اس پہ ہے میرا یقیں
ہر گھڑی غم کا رہے یوں سامنا اچھا نہیں

کیوں فرؔح کو چھوڑتے ہو یوں بھرے بازار میں
کون ہوں تیری یہ مجھ سے پوچھنا اچھا نہیں

نہ ہی زر ملا نہ زمیں ملی، نہ مکاں ملا نہ زماں ملا
نہ جفا ملی نہ وفا ملی، کسی وصل کا نہ گماں ملا

تجھے دیکھا مجھ سے خطا ہوئی، تجھے چاہا اس کی سزا ملی
غمِ زندگی ترا شکریہ ، مجھے اَشک اپنا رواں ملا

ترا عمر بھر یہ بھرم رکھا، ترے ہر ستم کو میں سہہ گئی
مری منزلیں کہیں کھو گئیں، نہ ہی راستے کا نشاں ملا

نہ وہ پیار تھا نہ وہ یار تھا، نہ مرے گلے کا وہ ہار تھا
مرے زخم تازہ رہے سدا، مجھے ہم نوا بھی کہاں ملا

کوئی آئے مجھ کو اُتار لے، میں صلیبِ وقت پہ تھک گئی
کوئی چارہ گر نہیں مل سکا، نہ ہی سکھ کا کوئی سماں ملا

ترے ذکر میں تری فکر میں، جو قرار تھا وہی پیار تھا
ترا ذکر و فکرِ قلندری، نہ یہاں ملا نہ وہاں ملا

آج اس راہ کے ہم راہ نما دیکھتے ہیں
کتنے ہمدرد ہیں یہ ان کی ادا دیکھتے ہیں

کیسے بدلا نظر آتا ہے جہاں کا منظر
آئیں اس شہر کی ہم آب و ہوا دیکھتے ہیں

پھر سے دہرائیں گے ہم عہدِ جوانی اپنا
بزم میں چل کے کوئی نغمہ سرا دیکھتے ہیں

کیسے نظریں وہ چراتے ہیں ذرا آؤ تو
اس کے رخ کا بھی اُڑا رنگ بجا دیکھتے ہیں

چاہتے ہم ہیں شناسائی جہاں والوں کی
ساتھ ہم فرحؔ کے چل کر یہ فضا دیکھتے ہیں

میں لفظوں سے سچ کی ندا لکھ رہی ہوں
زمانہ یہ سمجھا خطا لکھ رہی ہوں

سبق مجھ کو تہذیب نے یہ دیا ہے
میں عریاں سروں پہ ردا لکھ رہی ہوں

اندھیروں میں شمع جلائی ہے میں نے
میں نینوں میں نورِ حیا لکھ رہی ہوں

بہا ایک قطرہ جو خونِ جگر گا
اسی سے میں جیون کتھا لکھ رہی ہوں

فرحؔ جو بھی غم میں نے بے جرم پایا
میں اس کو خدا کی رضا لکھ رہی ہوں

جو پڑھ لیں چار حرفوں کو محبت پھوٹ جاتی ہے
جو پڑھ لیں پورا افسانہ محبت روٹھ جاتی ہے

سبھی عشّاق سُولی پر نمازِ عشق پڑھتے ہیں
مگر جب آنکھ لگ جائے تو نیّت ٹوٹ جاتی ہے

مؤکل یہ بھی کہتے ہیں کہ جادو عشق کا اچھا
اگر ہو توڑ جادو کا تو قسمت چھوٹ جاتی ہے

مرے دل کی انگوٹھی میں وہ اک ایسا نگینہ تھا
اگر ٹوٹے نگینہ تو انگوٹھی ٹوٹ جاتی ہے

اگر یہ محفلِ دنیا خیال ہے صاحب
تو پھر یہ عشق بھی دل کا ملال ہے صاحب

یہ تیرا لہجہ تکبر کی اک نشانی ہے
یہ میری خامشی میرا کمال ہے صاحب

کھڑے ہیں اپنی جگہ ہار کر بھی تم سے ہم
تمہارا جیتنا بھی اک سوال ہے صاحب

تُو میری سمت محبت کے گُل کبھی تو بھیج
کہ کوئی زخم بھی سہنا محال ہے صاحب.

یہ روپ مجھ پہ اچانک یونہی نہیں آیا
یہ سارا تیری وفا کا جمال ہے صاحب

بات بس ذرا سی ہے
دل میں اک گرہ سی ہے

راستے کٹھن ہیں سب
یہ بھی اک سزا سی ہے

خلوتوں میں تیری یاد
یہ بھی تو ہوا سی ہے

تُو نے جو نظر ڈالی
یہ بھی اک دوا سی ہے

اب بھی ہے فرح تیری
ہاں مگر خفا سی ہے

تیری باتیں کمال ہوتی ہیں
میرے رخ کا جمال ہوتی ہیں

تیرے درشن کی ساعتیں ساری
میری خاطر کمال ہوتی ہیں

مجھ پہ اُٹھتی ہوئی تری نظریں
اک انوکھا سوال ہوتی ہیں

بے یقینی کی صورتیں ساری
عاشقی کا زوال ہوتی ہیں

عین ممکن ہے سچ بھی ہو جائیں
جو بھی باتیں خیال ہوتی ہیں

دل کو خیالِ یار سے بہلا کے رو پڑے
ہم اپنے دل کو آپ ہی سمجھا کے رو پڑے

جانے کو کوئے یار میں بے تاب تھے بہت
اُس بُت کدے کو سامنے ہم پا کے رو پڑے

جب تھے برہنہ پا تو یہ پتھر بھی گرم تھے
اک دم ملا جو سایا تو گھبرا کے رو پڑے

شاید وہ میری یاد سے اس درجہ تھے اُداس
دیکھا انہیں جو غم زدہ سمجھا کے رو پڑے

افسانہ ان کے ہجر کا سب کو رُلا گیا
ہم خود بھی اہلِ بزم کو تڑپا کے رو پڑے

ساری حیات اُلجھنوں سے تھی بھری ہوئی
ہم ایک دو ہی اُلجھنیں سلجھا کے رو پڑے

جب تشنگی تھی ساتھ تو ہمت بھی ساتھ تھی
منزل جو پائی سامنے اِترا کے رو پڑے

میرا یہ دل اُداس ہے نفرت کی بھیڑ میں
بے کیف اس دیار سے تنگ آ کے رو پڑے

ہمراہِ یار دیکھا فلک پر ہلالِ عید
دیکھا زمیں پہ ہم نے مکرّر ہلالِ عید

ہیں اپنے اپنے چاند پر آنکھیں جمی ہوئیں
دیکھے فلک پہ وہ، میں زمیں پر ہلالِ عید

دونوں کے واسطے ہیں یہ دونوں ہی معتبر
وہ ہے ہلال یا رُخِ انور ہلالِ عید

روشن ہیں جس کے نور سے ارض و سما سبھی
ہے بے شمار لطف کا مظہر ہلالِ عید

دل میں فرحؔ کے نور ہے کس درجہ کیف بار
کب میرے ہم نشیں سے ہے بہتر ہلالِ عید

اجازت تم کو دیتی ہوں

آؤ ذرا کہ خواب کی تعبیر دیکھ لیں
دنیا کی اک نگاہ میں تصویر دیکھ لیں

ہم نے ضمیر بیچ دیا کوئے حرص میں
پھر بھی یہ سوچتے ہیں کہ تقدیر دیکھ لیں

مہرِ سکوت لب پہ ہے آنکھیں بھی بند ہیں
ظالم کے ظلم و جور کی تشہیر دیکھ لیں

گھر جل گیا تو کیا ہوا ہے دَم میں دَم ابھی
پھر سے فرحؔ دعاؤں کی تاثیر دیکھ لیں

لفظوں کو اب ملانا سیکھ لیا
دل کو بھی اب لگانا سیکھ لیا

سوچ کے گہرے پانیوں میں اب
دل کی کشتی چلانا سیکھ لیا

چین کھویا تھا شوق سے ہم نے
اس نے جادو کرانا سیکھ لیا

تیر کھائے ہیں اس قدر ہم نے
تیر بھی اب چلانا سیکھ لیا

یاد اس واسطے نہیں آتا
ہم نے اس کو بھُلانا سیکھ لیا

دل کی بنجر زمین پیاسی سی
ہجر میں جی جلانا سیکھ لیا

تم نے کرنا ہے جو ستم کر لو
دل نے اب مسکرانا سیکھ لیا

دیکھا اسے جو بام پہ تو پیار ہو گیا
جادو چڑھا جو حسن کا بے کار ہو گیا

گرداب میں پھنسا تھا سفینہ حبیب کا
ایسی لگی تھی چوٹ کے لاچار ہو گیا

معصوم دل تھا عشق کے گُر جانتا نہ تھا
بس لازوال کرنے میں مسمار ہو گیا

دل چھوڑنے کے اس کو بہانے بھی مانگتا
لیکن زمانہ حسن کا غم خوار ہو گیا

جنت کا سامان کیا ہے
پختہ یہ ایمان کیا ہے

تاریکی تھی چاندنی شب میں
دل کو روشن دان کیا ہے

اپنے جھوٹ سے آخر تم نے
سچ کا پھر نقصان کیا ہے

تیرے نقشِ پا پر میں نے
اپنا دل قربان کیا ہے

آس کا دیپ جلا کر دل میں
ملنے کا امکان کیا ہے

اُس نقشِ دلربا کو مٹایا نہیں گیا
اور بے وفا کو دل سے بھلایا نہیں گیا

یادوں کی تلخیوں میں گزرتی رہی ہے زیست
لیکن یہ دل کسی سے لگایا نہیں گیا

مانگیں گے تجھ کو تجھ سے یہ سوچا بھی تھا کبھی
شاید ہمیں سے پیار جتایا نہیں گیا

اجازت تم کو دیتی ہوں

اک بار تیرے در پہ جھکی تھی مری جبیں
وہ سر ہنوز در سے اُٹھایا نہیں گیا

ہم کو ترے فراق نے اتنا جلایا ہے
لَو دیتا یہ چراغ بُجھایا نہیں گیا

مدہوش وہ پڑا تھا کسی کے خیال میں
کیوں فرحؔ اس کو ہوش میں لایا نہیں گیا

ہجر کی آگ جب بھی جلتی ہے
ہر خوشی خود بخود پگھلتی ہے

تُو خفا ہو تو یوں لگے جیسے
زندگی ہاتھ سے نکلتی ہے

تیرے ملنے کی آس ہے اب تک
دل دھڑکتا ہے نبض چلتی ہے

عمر کٹتی ہے کتنی تیزی سے
دن نکلتا ہے شام ڈھلتی ہے

میں کہ مایوس ہو نہیں سکتی
روشنی تیرگی میں پلتی ہے

سب محبت کو جانتے ہیں فرحؔ
یہ بلا سر سے کم ہی ٹلتی ہے

عشق میں اس قدر ستایا گیا
مجھ کو ہر گام پر رُلایا گیا

عمر بھر کا وہ ساتھ کیا دے گا
ہاتھ جس سے نہیں ملایا گیا

میری ہستی کا پوچھتے کیا ہو
مجھ کو لکھ کر وہیں مٹایا گیا

میں تو یوں ہی خفا ہوئی لیکن
مجھ کو پھر بھی نہیں منایا گیا

میں نے پتھر بنا لیا خود کو
ایک آنسو نہیں بہایا گیا

اس کی نفرت نے مار ڈالا ہے
زہر کا جام کب پلایا گیا

میں غزل ہوں اور ایک ایسی غزل
مجھ کو لکھا گیا نہ گایا گیا

تمام عمر کٹی تجھ سے ہی نبھاتے ہوئے
میں خود کو بھول گئی ہوں تجھے بھلاتے ہوئے

تُو میرا کرب کبھی بھی سمجھ نہیں سکتا
ملی ہوں تجھ کو ہمیشہ میں مسکراتے ہوئے

میں یاد کرتی ہوں بچپن تو یاد آتا ہے
میں کتنی خوش تھی وہ مٹی کا گھر بناتے ہوئے

تجھے خبر ہی نہیں ہے میں کیسے حال میں ہوں
بھٹک گئی ہوں تجھے راستہ دکھاتے ہوئے

میں ہنس رہی تھی ہر اک امتحان میں فرحؔ
وہ رو پڑا تھا بہت مجھ کو آزماتے ہوئے

تم چاہو تو پیار سے دل بہلا سکتے ہو
مالک ہو تم چاہو تو تڑپا سکتے ہو

میں تیرے پیروں کی کب زنجیر ہوئی ہوں
جب چاہو تم مجھ کو چھوڑ کے جا سکتے ہو

تیری قربت پتھر کب ہونے دیتی ہے
مجھ کو پیار کی حدت سے پگھلا سکتے ہو

تم سے باتیں کرنا جی کو بھاتا ہے
مجھ کو ان باتوں میں تم اُلجھا سکتے ہو

تیری خاطر میں تخلیق ہوئی ہوں جاناں
بانہوں کے گھیرے میں مجھ کو لا سکتے ہو

اجازت تم کو دیتی ہوں

مجھے جانم بھُلا دینا اجازت تم کو دیتی ہوں
نئی دنیا بسا لینا اجازت تم کو دیتی ہوں
کٹھن رستے اگر روکیں ترے ان بڑھتے قدموں کو
نہ گھبرانا، نہ رُک جانا اجازت تم کو دیتی ہوں
اندھیروں میں مری یادیں اگر بے چین کر دیں تو
تو کچھ آنسو بہا لینا اجازت تم کو دیتی ہوں
اگر بھولے سے بچے پوچھ لیں حالت مری تم سے
لبوں کو اپنے سی لینا اجازت تم کو دیتی ہوں

مری چاہت کے تحفے تم جلا کر راکھ کر دینا
فضا کی نغمگی سننا اجازت تم کو دیتی ہوں
اگر بیٹھے کسی محفل میں آئے ذکر میرا بھی
تو تم انجان بن جانا اجازت تم کو دیتی ہوں
اگر پھر بھی خیال آئے کسی لمحے مرا تجھ کو
جھٹک دینا، بھُلا دینا، اجازت تم کو دیتی ہوں
میں اپنے خالی ان ہاتھوں سے گر چھوڑوں ترا دامن
کھِلے پھولوں کو چُن لینا اجازت تم کو دیتی ہوں
سبھی نے چھوڑ کر جانا ہے اس دنیائے فانی کو
نہ لب پر غم کوئی لانا اجازت تم کو دیتی ہوں
فرؔح کو ہے یقیں ایسا کرو گے تم نہیں ہرگز
مرا مت ماننا کہنا اجازت تم کو دیتی ہوں

جب مجھے کینسر ہوا تو دورانِ علاج ایک وقت ایسا آیا کہ لگا کہ آخری وقت آ گیا۔ بلڈ ٹرانسفیوژن ہو رہا تھا تو ہسپتال کے کمرے میں کاغذ پنسل مانگ کر یہ کلام اپنے جیون ساتھی کے لیے لکھا۔

اُمید

پلکوں کی جھالر کیا گری
دل کا دریچہ کھل گیا
من میں کوئی ہلچل مچی
دیکھا سہانا واقعہ
وہ سوندھی سوندھی شام کی
اک خوبصورت رات تھی
اک نور کی برسات تھی
سب دست بستہ تھے کھڑے
اللہ کا گھر تھا سامنے
اَشکوں کی جاری تھی جھڑی
لبّیک کی آواز تھی

میں بھی تھی شامل ہوگئی
پھر اک تجلی نور کی
سب پر جو آ کر یوں گری
کتنا نرالا نور تھا
ہر چیز کو روشن کیا
دل بھی بہت مسرور تھا
مجھ کو بھی ایسا تھا لگا
جو کچھ تھا مانگا
مل گیا!!!

وہ دل میں آ بسا تھا

لگتا ہے مجھ کو ایسے
کل کا یہ واقعہ ہو
آنے کا اس نے پوچھا
میں نے کہا اسے جب
نینوں کے میکدے میں
دلبر چلے تم آنا
ہنس کے وہ مجھ سے بولا
بن جاؤں میں نہ مے کش
یہ ہے شراب خانہ
حیرت سے میں تو اس کو
تکتی ہی رہ گئی تھی

کچھ لمحے بعد پھر سے
دل پہ وہ ہاتھ رکھ کر
کہنے لگا تھا مجھ سے
نینوں کے بدلے دل میں
تھوڑی سی جگہ دے دو
رُکنے کا وعدہ کر لوں
ہے دل ترا دیوانہ
پھر کہتی کیا میں اس سے
وہ دل میں آ بسا تھا
اس نے یہیں تھا رہنا

چاند کی بڑھیا

اے چاند کی بڑھیا
یہ تو بتا
یہ چرخہ تیرا کیسا ہے
اس چرخے کی گھوکر میں تو
یہ کس کی یادیں بُنتی ہے
بڑھیا نے ہنس کر پیار کیا
پھر میٹھا سا پیغام دیا
عالم کی جتنی وسعت ہے
میں دیکھ رہی ہوں صدیوں سے
میں یادوں کو کب بُنتی ہوں
میں تیرے جگ پہ ہنستی ہوں

اجازت تم کو دیتی ہوں

جس جگ میں تیرا ڈیرہ ہے
نہ میرا ہے، نہ تیرا ہے
جو کھوٹا ہے اور سستا ہے
ہر شخص وہاں پر بِکتا ہے
پھر دھیمے لہجے میں بولی
تم خوابوں میں بھی مت رہنا
اور خواب جزیرے مت جانا
یہ خواب جزیرے گہرے ہیں
تم سیدھا رستہ لے لینا
اس سیدھے سادے رستے پر
تیرا رب ہے
تیرے ساتھ سُکھی
جو خوشیاں تجھ کو بخشے گا
جو مان تمہارا رکھے گا!!

میں نے پوچھا

نیل گگن سے میں نے پوچھا
تاروں سے بھی پوچھا
روٹھ گیا ہے میرا ساجن
ڈھونڈ کے اس کو لاؤ
نگر نگر ہوں بھٹکی میں تو
کچھ تو آس دلاؤ
نیل گگن نے چپکے چپکے
ٹپ ٹپ اَشک بہائے

تاروں نے تو مُوند لیں آنکھیں
چھپ گئے سورج پیچھے
شبنم رو رو حال سنا کر
پھولوں پر جب برسی
پھول نے چونک کر آنکھ جو کھولی
سب کچھ بدلا پایا
حیرت سے پھر بول پڑا اوہ
کاہے پوچھو مجھ سے
اس دنیا سے کر کے کنارہ
جو بھی دور گیا ہے
واپس وہ کب آیا؟!!

وہ عجیب تھا

وہ عجیب تھا
وہ غریب تھا
وہ جو میرے دل کے قریب تھا
جو بھی رہ گزر میں تھا آ گیا
اُسے بھا گیا
وہ تھا مدتوں سے بھٹک رہا
کسی خواب میں تھا پھنسا ہوا

اسے کس کی اتنی تلاش تھی
اسے کس کا اتنا خیال تھا
وہ جو دیکھنے میں سوال تھا
وہ جو ایک گہرا سا راز تھا
جو نہ بج سکا وہی ساز تھا
وہ تھا کل اچانک ہی سو گیا
وہ تھا چپ کی دنیا میں کھو گیا

وہ پیاری سی لڑکی

وہ پیاری سی لڑکی
وہ بھولی سی لڑکی
عجب سی یہ عادت بنالی تھی اس نے
کبھی تھوڑا ہنستی، کبھی تھوڑا روتی
جو پلکوں پہ اٹکے ہوئے تھے وہ آنسو
کبھی صاف کرتی، کبھی وہ چھپاتی
جو جیون میں آتش اُگائی تھی اس نے
کبھی اس میں جلتی، کبھی وہ بجھاتی

وہ ادنیٰ سی بھولی سی،
پیاری سی لڑکی
وہ آنکھوں سے اَشکوں کی لڑیاں چھپا کر
کھڑی ہوگئی ہے
رواجوں، سماجوں، زمانوں سے لڑنے
گنوائے ہوئے اپنے ہر حق کو پانے
کھڑی ہوگئی ہے
اسے یہ خبر ہے
وہ ہے صنفِ نازک
مگر اپنے ہر حق کی خاطر لڑے گی

تجدیدِ تعلق

ماضی کے دریچوں میں
جھانک کر ذرا دیکھو
تم کو بھی ہو حیرانی
عمر ایسے گزری ہے
جیسے پل گزرتا ہے
کل کی بات ہو جیسے
ہم جدا ہوئے تھے جب
پھر سے لوٹ آئے ہو
تم نے لوٹنا ہی تھا

آؤ! اب ذرا سی دیر
ایک دوسرے کو ہم
اب سمجھ ہی لیتے ہیں
کس نے کس کو چھوڑا تھا
کس نے کس کو پایا ہے
کس کی چاہتوں کی حد
دوسرے سے زیادہ ہے
حسرتیں کہاں تک ہیں
چاہتیں کہاں تک ہیں
اس جہاں سے کیا پوچھیں
چاہتوں کی گہرائی
لوٹ کر جو آئے ہو
تھوڑی گفتگو کر لیں
حالِ دل سنائیں ہم

ساتھ جو گزارے تھے
پل وہ پھر سے دہرائیں
چاہتوں کے لمحوں کی
یاد تازہ کرلیں ہم
وقت اب بہت کم ہے
کل کو کس نے دیکھا ہے
رب نے جانے کتنی اب
مہلتیں ہمیں دی ہیں!!

دھوکہ

زندگی حقیقت میں
دلفریب دھوکہ ہے
جس کے رنگ پھیکے ہیں
اے مرے حسیں ہمدم!
جب سے تم ملے ہو تو
زندگی کی راہوں میں
روشنی تمہیں تو ہو!!

مجھے تم سے محبت ہے

مجھے تم سے محبت ہے
ترا ہر دم یہ کہنا تھا
کہ تُو ہی میرا سب کچھ ہے
مِرے سینے میں جو دل ہے
وہاں دھڑکن نہیں، تم ہو
یہ دل اک عمر سے پیاسا
مری بس پیاس بھی تم ہو
سدا تیرا یہ کہنا تھا
کہ تم بن جی نہیں سکتا

مگر پھر وقت بدلا جب
تو تم بھی ساتھ ہی بدلے
محبت جس کو کہتے ہیں
تمہی نے ابتدا کی تھی
وفا کر کے جفا کی تھی
مِری اک التجا سن لو
جفا کر کے جو چھوڑا ہے
مِرا دل تم نے توڑا ہے
کبھی واپس نہ آنا تم
یہ ٹھنڈی سرد شامیں اب
میں بِن تیرے گزاروں گی
مجھے بخشا جو غم تُو نے
میں اس غم کو نکھاروں گی
مِرا وعدہ رہا تم سے

نہیں تم کو پکاروں گی
میں چپ کی اوڑھنی اوڑھے
کبھی کچھ بھی نہ بولوں گی
اگر دستک ہوئی دل پر
یہ دروازہ نہ کھولوں گی!!!

اجازت تم کو دیتی ہوں

انوکھا لمحہ

اک چھوٹی سی غلطی نے
جیون روگ لگایا تھا
آس دِلا کے اَمرت کی
گھول کے زہر پلایا تھا
ہر دم میرا یہ کہنا تھا
پربت میری منزل ہے
اس کو اک دن پاؤں گی
سُکھ کی بنسی بجاؤں گی
پربت کو بھی چُھو دیکھا
ایک انوکھا ربط تھا اس میں
اپنوں کا بھی ضبط تھا جس میں

سنگی ساتھی سب تھے اپنے
دیکھے جو تھے میں نے سپنے
بیچ سمندر لہر اُٹھی اک
نیّا میری کو اُلٹایا
دور سے ایک ہیولا بن کر
مجھ کو جھولے میں لہرایا
میٹھا اَمرت زہر پلا کر
تھپکی دے کر مجھے سُلایا
میں اَنجان تھی ان راہوں سے
میں نادان تھی ان باہوں سے
جن میں نیند تھی آئی مجھ کو
مل ہی گیا اک ساتھی مجھ کو
میرے اس کے زخم جدا تھے
شہر کے سارے لوگ خدا تھے

اجازت تم کو دیتی ہوں

پھر جیون نے پلٹا کھایا
ایک انوکھا لمحہ آیا
اپنی اپنی ذات کی خاطر
ہم نے سب دکھ بانٹ لیے ہیں
اک دوجے کو ساتھ سمیٹا
روگ پرانے بھول کے سارے
اب ہم بیٹھ کے ہنس لیتے ہیں
ہنستے ہنستے، روتے روتے
باتیں ساری کر لیتے ہیں
دکھ ہم اپنے بھول کے سارے
شہر کے باغوں میں یوں نکلے
جیسے کوئی روگ نہیں تھا
من میں کوئی سوگ نہیں تھا!!

یادیں

سوچوں کی اک گہری دلدل
جس میں شامل، ماضی کے پل
سورج کی وہ خونی کرنیں
تپتے جسم اور روتی آنکھیں
من میں بسی بس تیری یادیں
قریہ قریہ
ڈھونڈوں تجھ کو

کاہے کو پردیس گیا تھا
چھوڑ کے مجھ کو دیس گیا تھا
راہ ابھی تک، میں تکتی ہوں
دل میں آہیں
میں بھرتی ہوں

آس

بارش کی بوندوں نے آ کر
پیار بھری اک دستک دے کر
چپکے سے آواز لگائی
جاناں تجھ کو یاد کرے ہیں
دور دیس میں راہ تکے ہیں
ملنے کی اک آس لگائے
من میں ہجر کی پیاس جگائے

گٹھڑی اب تُو باندھ لے گوری
دیس پرائے سانجھ لے گوری
پیارے رشتے اللہ حافظ!
بھائی، ماپے اللہ حافظ!
ساجن تجھ کو مل جائے گا
من بھی تیرا کھِل جائے گا!!

کہا اُس نے

کہا اُس نے
چلو اب مان جاؤ نا
میں تم سے پیار کرتا ہوں
یقیں کر لو
میں کھاتا ہوں قسم
اقرار کرتا ہوں
کہا میں نے
یہ جیون کا سفر ہے
اور مشکل بھی بہت ہے یہ
کہا اس نے
کٹھن رستوں پہ چلنے سے
کہاں انکار کرتا ہوں

کہا میں نے
کٹھن رستے چنے تم نے
کوئی شکوہ نہیں لب پر
کہا اس نے
یہ دل اب تو تمہارا ہے
بھلا تکرار کیا کرنی
کہا میں نے
کیوں رکھی ہے جبیں تم نے
مِرے کورے دوپٹے پر
کہا اس نے
خدا کے روبرو ہو کر
میں یہ اظہار کرتا ہوں
میں تم سے پیار کرتا ہوں

کہا میں نے
کرو وعدہ نہ چھوڑو گے
کبھی مجھ کو
کہا اس نے
مِرا وعدہ رہا تم سے
میں اپنے دل نگر کی بس
تمہیں رانی ہی رکھوں گا
کہا میں نے
کروں کیسے یقیں تیرا
رہو گے عمر بھر میرے
کہا اس نے
یہ جان و دل تمہارے ہیں
میں اپنی عمر کا ہر پل
تمہارے نام کرتا ہوں

گزارش

دسمبر پھر سے تُو آیا
نئے دکھ ساتھ تُو لایا
برس آخر میں آتا ہے
اُداسی ساتھ لاتا ہے
یوں پیاروں کو ستائے تُو
نہ بچھڑوں کو ملائے تُو
تم اب کی بار جب آنا
'کرونا' ساتھ لے جانا
پھر اگلے سال جب آؤ
'کرونا' دفن کر آنا
اکیلے ہی چلے آنا

جدائی

انساں انساں کو ڈستا ہے
تو جگ کیوں سارا ہنستا ہے
اس جگ کی تو ہے رِیت یہی
اور دل کی بھی ہے پریت یہی
پھر جگ کیوں تم نے چھوڑا ہے
کیوں رشتہ ہم سے توڑا ہے
وہ اپنا تھا اب سپنا ہے
جو دل میں میرے بستا ہے

وہ ساتھی بھی تو چھوٹا ہے
کیوں پیار ہمارا ٹوٹا ہے
جس پیار کی خاطر جگ اُجڑا
اس پیار نے ہم کو لُوٹا ہے
سب سنگی ساتھی چھوٹ گئے
جن رشتوں پہ تھا مان بہت
وہ رشتے سارے ٹوٹ گئے
اب ہم کو اکیلے جینا ہے
اور زہر غموں کا پینا ہے

خواب

خواب دیکھا تھا میں نے کھلی آنکھ سے
بند آنکھوں کے خوابوں سے بہتر تھا وہ
اس میں اک آس تھی
سانس تھی، پیاس تھی
اس ملاقات کی
جس کا وعدہ تھا مجھ سے ازل سے یہی
سب ملے گا تجھے
اس جہاں میں یہیں
اے مرے ہم نوا
تُو ہی مجھ کو بتا
جرم میرا ہے کیا؟
کیوں ملی ہے سزا؟

اجازت تم کو دیتی ہوں

سانسیں کُملا گئیں
آنکھیں پتھرا گئیں
زندگی کیوں مری
اک تماشا بنی
اے مرے ساتھیا!
میرے احساس پر
میرے جذبات پر
شام ڈھلنے نہ دے
رات آنے نہ دے
سانسیں رُکنے نہ دے
آ مرے ساتھیا!
اب ذرا لوٹ آ
خواب سچ کر دکھا
در ہے اب بھی کُھلا!!

مشورہ

کبھی ڈرنا نہیں تم نے
جہاں کی بے ثباتی سے
زمانہ کتنا ظالم ہو
مخالف سارا عالم ہو
اندھیرے سے نہ گھبرانا
اُجالا ہو کے رہتا ہے

کبھی ڈرنا نہیں تم نے
تلاطم خیز موجوں سے
ہلاکت خیز لہروں سے
کہ جب سیلاب آتے ہیں
جزیرے بن کے رہتے ہیں

کبھی ڈرنا نہیں تم نے
کسی کی بھی عداوت سے
تمہیں معلوم تو ہوگا
کہ گہرے زخم جتنے ہوں
وہ اک دن بھر ہی جاتے ہیں

کبھی ڈرنا نہیں تم نے
اَنا اور میں کے چکر سے

کہ جذبے جتنے سستے ہیں
انہی میں اپنے بستے ہیں
کٹھن کتنا بھی جیون ہو
کبھی ہمت کو چھوڑو نہ
کہ جیون کاٹنے کو بھی
سفینے کو ڈبونا مت

کبھی ڈرنا نہیں تم نے
جہاں کی تلخ باتوں سے
ان اُلٹی سیدھی گھاتوں سے
بدلتے لہجے کی تلخی
تمہیں بڑھنے سے روکے گی
مگر یہ یاد تم رکھنا
کہ ہے ثابت قدم رہنا

کبھی ڈرنا نہیں تم نے
کہ سنگ آئیں جو راہوں میں
اُٹھا لو ان کو بانہوں میں
تمہیں تو آگے بڑھنا ہے
تمہیں تو سچ کو پڑھنا ہے
تمہیں جگ کو ہنسانا ہے
تمہیں رب کو منانا ہے

جو ڈرنا ہے تو رب سے ڈر
جو بِن مانگے ہی دیتا ہے
کہ رب کی رحمتوں کی حد
کہیں اس سے زیادہ ہے

'کرونا' اور عید

یہ دو ہزار بیس ہے
اُٹھی دِلوں میں ٹیس ہے
عجب اُداس عید ہے
سجن کے چاند چہرے کی
ہوئی نہ جس میں دید ہے
ہر ایک گھر میں قید ہے
ہر ایک ہے ڈرا ہوا
ہے فکر میں گھرا ہوا
نہ بچے باپ سے ملیں
نہ مامتا کا پیار لیں

وبا ہے اپنے زوروں پہ
اَجل ہی محوِ رقص ہے
خوشی تو جیسے کھو گئی
ہے گہری نیند سو گئی
مسیحا خود اداس ہے
وبا سے ہے ڈرا ہوا
مرے کریم! رحم کر
ہمیں 'کرونا' سے بچا

وعدہ

بچھڑنے سے پہلے
کیا تھا یہ وعدہ
دوبارہ ملیں گے
یہیں پر ملیں گے
بہت سال گزرے
گئی جب وہاں میں
وہیں پر کھڑی تھی
تِری منتظر تھی
مجھے یاد آیا
ترے ساتھ گزرا
وہ ہر ایک لمحہ
اثاثہ تھا میرا

اجازت تم کو دیتی ہوں

مجھے کیا خبر تھی
نئی دنیا تم اک
بسا لو گے اپنی
ملے ہو وہیں پہ
منوں مٹی نیچے
یہاں پہ بھی تم
لے گئے مجھ سے بازی
یوں وعدہ نبھانا
کوئی تم سے سیکھے
مگر میرے جاناں!
یہ طے تو نہیں تھا
کہ یوں تم ملو گے
وہیں پہ کھڑی ہوں
تِری منتظر ہوں

خواہش

حسیں رنگوں کی دنیا میں
انہی یادوں کی بگھیا میں
کہ اک اَنہونی خواہش کو
فقط ثابت قدم رہ کر
اسے تکمیل دینا تھی
مگر تکمیلِ خواہش میں
ہزاروں دشت راہوں میں
بنے زنجیر پاؤں کی
کوئی آواز اپنوں کی
اسے بڑھنے سے روکے تھی

کسی کھلتے ہوئے گل سی
اسی اَنہونی خواہش میں
مکمل رنگ بھرنے کو
اسے آتش میں جلنا تھا
انہی اَنجان قدموں کی
انوکھی ہلکی چاپوں میں
سرابِ زندگی بھی تھا
یہ وہ اَنجان راہی تھا
دوبارہ در پہ آیا تھا
یہ کیسی اس کی خواہش تھی
کہ اُجڑی دل کی نگری کو
اُسے آباد کرنا تھا
دوبارہ شاد کرنا تھا
قسم کھا کر اسی جاں کی

نگر آباد کرنا تھا
ذرا سی دیر کو وہ بھی
رہی سوچوں میں گُم سم سی
اُٹھایا سر کہا اس نے
کہ اے بھٹکے ہوئے راہی
محبت کی چھپی
خوابیدہ تاروں کو
نہ چھیڑو تو مناسب ہے
دوبارہ سُر نہیں لگتے
دوبارہ گھر نہیں بنتے

اے نامہ بر

اے نامہ بر!
گر لکھو تو ان کو پیام لکھنا
بنام لکھنا
جو مانے دل تو
مری طرف سے
فقط انہی کو سلام لکھنا
جو لکھنا گر تم
مشاہدوں کو، صداقتوں کو
حقیقتوں کو، قیامتوں کو
تو لفظوں کے جال بُن بُنا کر
دوام لکھنا
بنام لکھنا

جو لکھنا ان کو
گئی رُتوں کے
اُداس پل کی
نہ بجھنے والی یہ پیاس لکھنا
اداسیوں کا
کلام لکھنا
بنام لکھنا
جو لکھنا، تو اک سوال لکھنا
خیال لکھنا
کہ سیپ موتی جو بن گئے ہیں
اُنہی کا تم بھی
وہ قصہ سارا
تمام لکھنا
بنام لکھنا

مزید لکھنا
حساب لکھنا
ادھورے خوابوں
ادھورے وعدوں
رفاقتوں کا
فراق لمحوں کی حسرتوں کا
قیام لکھنا
بنام لکھنا
جو لکھنا
آخر میں پیار لکھنا
بہت سے ناموں کے جمگھٹے میں
چھپا کے
فرحؔ کا نام لکھنا

لفظ

کیا بات سناؤں لفظوں کی
کیا بات سناؤں اپنوں کی
لفظوں کے روپ ہزاروں ہیں
یہ بات کریں ہیں سپنوں کی
کچھ لفظ کہانی بُنتے ہیں
کچھ لفظ شرارت کرتے ہیں
کچھ لفظ اذیت دیتے ہیں
کچھ لفظ محبت کرتے ہیں
کچھ لفظ سمندر سے گہرے
جو دل پر گھاؤ کرتے ہیں
کچھ لفظ اُجالا کرتے ہیں

کچھ لفظ ہیں راتوں کی مانند
جو جگ کو کالا کرتے ہیں
کچھ لفظ دِلوں میں رہتے ہیں
کچھ لفظ امانت ہوتے ہیں
ان سب لفظوں کے جھرمٹ میں
اک ایسا بھی تو ہمدم ہے
جو لفظوں کے ہی تیروں سے
سینے کو چھلنی کرتا تھا
ان لفظوں کی ہی بارش میں
پھر دل کے زخم کو بھرتا تھا
یہ لفظ ہمارا مان بھی ہیں
یہ لفظ ہماری جان بھی ہیں
یہ ہنس کر دوست بناتے ہیں
پھر سُولی پر لٹکاتے ہیں

محبت

کبھی تم نے سوچا
کہ کیا ہے محبت
لگاوٹ ہے یا پھر
عداوت ہے کوئی
قیامت ہے یا پھر
بغاوت ہے کوئی
مگر نام جب لوں
میں بھولے سے تیرا
یہ دل کہہ اُٹھے ہے
محبت، محبت

یہ کیوں دنیا سمجھے
محبت تو بس
قیس کی ہے کہانی
فسانۂ لیلیٰ
یہ پنّوں کی خواہش
یہ سسی کا قصہ
کہیں ہیر رانجھا کی
قربانیاں ہیں
محبت کے تو ہیں
کئی روپ دیکھو
اور ان سب سے اعلیٰ
خدا کی محبت
محبت تو بستی ہے
اک ماں کے دل میں

محبت ہے انمول
کب ہے یہ سستی
سکوں ہے محبت
جنوں ہے محبت
محبت کی تعریف کرنی پڑی ہے
تو تجھ کو بتاؤں
فرحؔ کو بھی تم سے
ہے سچی محبت!!

سدراں دے میں دانڑے رولے
پیار دے نالے گنجل کھولے

ہنجو چار چوفیرے دِسن
دشمن نے سب لوکی بھولے

جگ نے وی نئیں نیویں پائی
دُکھاں دی او پَنڈ پھرولے

وَگدا پانی رُکدا نئیں اے
جد کدرے کوئی بیڑی ڈولے

فرحؔ تینڈا رب راکھا اے
ہر پاسے تے پئے نے رولے

سب توں سوہنی ماں ہے لوکو
رب دا دوجا ناں ہے لوکو

اوکھے ویلے وچ وی اوہ تے
سُکھ دی ٹھنڈی چھاں ہے لوکو

بچے جِتاں اوکھا بولن
مٹھی اُہدی زباں ہے لوکو

ماں جئی ہستی نئیں کوئی جگ تے
کہندا کل جہاں ہے لوکو

ہر ویلے او دیوے دعاواں
دُکھ دا او درماں ہے لوکو

اُچا اہدا رتبہ سب توں
جنت دی او تھاں ہے لوکو

حج وی میںڈا کعبہ وی اوہ
بخشش دی او جاں ہے لوکو

رب وی جِنوں عزت دیوے
تیری میری ماں ہے لوکو

ناں تینڈے دی تسبیح رولاں
شرماں دا میں گھُنڈ نہ کھولاں

اوسیاں پا پا تھک گئی آں ہُن
گنڈاں پاواں مُڑ مُڑ کھولاں

گند اچ جے توں ہتھ پایا اے
میں کیوں لُکے ڈھیر پھرولاں

مندڑا جے کر توں کہنا ایں
کھریاں کھریاں میں نہ بولاں

کاہدی آپو دھاپی اے ہُن
کیوں سچ جھوٹ نوں کٹھیاں تولاں

تینڈا مینڈا اکو ای رب اے
فرحؔ ماری گئی بن بھولاں

منہ دے مٹھے من دے کڑوے
اندرو اندری رہن او سڑدے

گل گل تے او چالاں چلن
چھپ چھپا کے وار وی کردے

جھوٹ نوں سچ بنا وکھاون
پیار دیاں فیر گلاں کردے

جنہاں اُتے پکا شک سی
ظلم انہاں دا کیویں جردے

کندھاں اُچیاں کر لے ہُن توں
موسم آ گئے نے ہُن ہڑ دے

ایس لئی فرحؔ وکھرے ہوئی
کاہنوں اُہدے ہتھ نوں پھڑدے

جوگن

ورہیاں دی ترہائی جوگن
تیرے در تے آئی جوگن

عشق دا کاسہ ہتھ پھڑ لیا
یار گلی ول منہ کر لیا
ہجر دی گٹھڑی سر تے چا کے
اکو ای ناں دا وِرد پکا کے
عشق شراب نوں منہ نال لا کے
من اچ اُہدی یاد وَسا کے
گلی گلی او پھردی جوگن
علیؑ علیؑ او کردی جوگن

اس جوگن دی چال اَولڑی
کھیڈے عشق دی تال اَولڑی

نہ ہی جگ دی ہوش انہوں سی
نہ ہی کوئی جوش انہوں سی
تن دی ہانڈی ساڑ کے بہہ گئی
من اپنے نوں مار کے بہہ گئی
مستی اچ او مردی جوگن
علیؑ علیؑ او کردی جوگن

در تینڈے تے آ بیٹھی اے
اک سوال او پا بیٹھی اے
عشق دا روگ لگا بیٹھی اے
اپنا آپ گنوا بیٹھی اے

حق نوں وی او پا بیٹھی اے
من دا روگ مٹا بیٹھی اے
عشق دی اَگ اچ سڑدی جوگن
علیؑ علیؑ او کردی جوگن

یقین دہانی

توں تے مینڈی
جان اے سوہنڑا
دس ہُن کی
فرمان اے سوہنڑا
دل چوں سارے گنجل کڈ دے
دل دا توں
درمان ایں سوہنڑا

لہندے نوں کل آیا سی توں
موڈھے پرنا پایا سی توں

اُہدے نال توں کھہہ کے لنگیا
کاہنوں آڈا لایا سی توں

متھے تے کُج ہور سی لکھیا
من اچ کنوں وسایا سی توں

اُہدی پیڑ وی توں سی جرنی
کاہنوں مُکھ پرتایا سی توں

اوہ تے تینڈے لیکھ اچ لکھیا
کس گل تے گھبرایا سی توں

فرؔح ہُن توں کیوں رونی ایں
سپ نوں گل اچ پایا سی توں

لال گلابی جوڑا پا کے ٹُر گئی ایں سسرال
تینوں میں کی دساں لاڈو اپنے دل دا حال

انج ای جاپے جیویں کوئی دل کڈ کے لے جاندا
فیر وی تینوں ٹورنا پیا بھجیاں اکھاں نال

توں ای ساڈا مانڑ اے لاڈو توں ای سر دا تاج
تیرے باہجوں کیویں گزرے گا اے لمبا سال

ایہو رِیت زمانے دی اے ایہو ای تقدیر
اُس دے اگے زور نہ لاگے بھاویں لا دے جال

رب دے نال گلہ نہ کرنا نہ مجرم نے ماپے
ایہہ سب کھیڈ مقدراں دی اے شکر کرو ہر حال

لیکھاں دے نال زور نئیں اے جو ہے رب دی مرضی
دُکھ سُکھ فرحؔ مل کے سہنا کھا کے رُکھی دال

اُڈیک

بوہے ڈھواں
کھول کے ویکھاں
کدآئے گا پیارا
دل اچ پیار دی جوت جگا کے
ٹرگیا لا کے لارا
اُٹھدی بہندی
سوندی جگدی
اُہدے گیت الاپاں
اکھاں تو او دور بھلا اے
دل توں دور نہ رکھاں
راہ اُڈیکاں اک دن جد
کہ اُہدی چٹھی آئی

چُمیا اس چٹھی نوں رج کے
سینے نال میں لائی
پڑھیا اے سندیسہ میں کہ
لکھدا اے ہرجائی
مرنا جینا اتھے ای میرا
کیتی اے کمائی
بھُل جاہُن توں مینوں بلیئے
کاہنوں آس لگائی
گھلیا اُس انمول اے تحفہ
کنوں کی میں دَساں
ہنجو میری جھولی پائے
کیویں ہُن میں ہَساں
فیر وی اُہدیاں خیراں منگاں
ہولی کر گیو لکھاں

من دا پنچھی وچ خیالاں مار اُڈاری جاندا
تن دا پنچھی ہجر دی اگ اچ ہر دم ای کُرلاندا

ہجر وصال دی جنگ اچ یارا تن من سڑدا جاوے
عشق دی بُکل مار کے ہارا دل وی ڈبدا جاندا

جگ توں وی نئیں لُک سکدی اے اگ وچھوڑے والی
تن ای جانے من دیاں پیڑاں ساگ سُولاں دا کھاندا

عشق دے ڈونگے پینڈے وچ اے کنڈیاں دی بھرمار
کھنگر پتھر نوکاں والا لُوں لُوں نوں زخماندا

راہ دے پتھر رب بن کے تے جا سنگھاسن بیٹھے
تن دیاں لیراں من دا بوجھا کس کس نوں سلجھاندا

ہتھ وچ ڈوری تیرے دِتّی میرے سوہنیا سائیاں
ہُن تے فرحؔ روح دا ناطہ تن توں ٹوٹدا جاندا

دعا

واہ وے مینڈے سوہنڑیا ربّا
توں اپنڑا آپ وکھایا
بندے نوں پا نتھ 'کرونا'
ہِک جلوہ دکھلایا
اسیں سمجھن لگ پئے ساں
کہ توں رحیم کریم ایں
ساڈے ہر گناہ نوں بخشیں
کدی نہ دُکھ توں دیویں

اللہ کہندا میرے بندیا
من اچ جھاتی پا
ہر نعمت میں تینوں دتی
توں دِتا سب بھُلا
ظلم نوں توں یار بنایا
اپنڑا آپ گنوایا
اوکھا بولیں، تھوڑا تولیں
اے توں پاپ کمایا
بندے نوں نہ بندہ سمجھیں
آپ تو رب بنڑ بیٹھا
عورت نوں نہ عزت دیویں
وچ بازار نچایا
بچے نال منہ کالا کر کے
توں اے قہر کمایا

فیر وی توں اے کہنا ایں
کہ توں تے کُجھ نئیں کیتا
میں رحیم کریم ضرور آں
میں قہار وی آں
چھڈ برائیاں ساری ہُن توں
واپس در تے آ
توبہ دا در اجے وی کُھلا
سر نوں اُتھے جھکا

تقدیر

گھگھو گھوڑے وِچکن آئی
چج دا لبیا نہ بیوپاری
اک من موہنی صورت ویکھی
اُہدے اتے میں دل ہاری
خورے کتھوں اوہ آیا سی
ہتھ اچ کاسہ وی چایا سی
لگدا صوفی سَنت فقیر
بن گیا او مینڈی تقدیر

ٹپے

اَساں پنڈی ویاہ کیتا
ہک تینڈے پیار پچھے
اساں سب کُجھ تباہ کیتا

....

اکھاں ترسن دیدار تیرا
مُکھ دکھلا جا سوہنیے
توں کاہنوں نئیں وساہ کیتا

....

ہن کلیاں نئیں جی لگدا
وَیری سارا جگ سوہنیے
اساں تینڈے نال نبھاہ کیتا

....

کوئی جنگلی شہتوت ہووے
تینڈے لیکھاں وچ سوہنیے
تینڈے من دا مِیت ہووے

....